احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعرات 9 اکتوبر 2003ء

روزنامہ ٹیلیفون نمبر 213029 C.P.L 29

# الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

جمعرات 9 اکتوبر 2003ء 12 شعبان 1424 ہجری-9 اخاء 1382 ہش جلد 53-88 نمبر 230

## یقین کے حصول کی دعا

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا-

• اے اللہ مجھے ایسا ایمان اور یقین نصیب فرما جس کے بعد کفر نہیں ہوتا اور ایسی رحمت عطا کر جس کے ذریعہ مجھے دنیا اور آخرت میں تیری کرامت کا شرف حاصل ہو جائے-

(ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول اذا قام من اللیل حدیث نمبر 3341)

# اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود (ولادت 1872ء بیعت 1902ء) بیان کرتے ہیں-

میاں محمد فیروزالدین صاحب جو کہ میاں محمد سلطان کے متبنیٰ تھے ان کو گھٹنوں کی درد کی بہت شکایت تھی- دو آدمی پکڑ کر ان کو اٹھایا کرتے تھے- مگر حضرت صاحب سے ان کو بہت محبت تھی- اور وہ حضور کے پاس روزانہ آجایا کرتے تھے- ان ایام میں امریکہ کے ایک صاحب اور ایک میم یہاں پر آئے ہوئے تھے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود سے گفتگو کی اس موقعہ پر میاں فیروزالدین صاحب بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے- اب دیکھیں کہ ان کے سامنے خدا تعالیٰ نے کیسا اعجاز ظاہر کیا- حضرت مسیح موعود کی شفا کا یہ معجزہ اللہ تعالیٰ ان دنوں دکھانا چاہتا تھا- حضور نے ان کو فرمایا کہ میاں فیروزالدین کیا بات ہے- انہوں نے عرض کی کہ حضور درد بہت ہے آپ نے فرمایا اٹھو اٹھو- انہوں نے کہا کہ حضور کہاں اٹھ سکتا ہوں- لیکن حضور نے پھر بھی بڑی تیزی سے فرمایا کہ اٹھو اٹھو جس پر وہ خود بخود اٹھ کر کھڑے ہو گئے- اور ان کی درد بالکل زائل ہو گئی- اس کے بعد گھٹنوں کی درد ان کو مرتے دم تک نہیں ہوئی-

(الفضل انٹرنیشنل 29 اکتوبر 99ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں-

قادیان میں ایک لڑکا حیدرآباد دکن سے تعلیم کے لئے آیا تھا اس کا نام عبدالکریم تھا اور وہ ایک نیک اور شریف لڑکا تھا- اتفاق سے اسے حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں دیوانے کتے نے کاٹ لیا حضرت مسیح موعود کا طریق تھا کہ دعا کے ساتھ ساتھ ظاہری تدابیر بھی اختیار فرماتے تھے اور بعض نام نہاد صوفیوں کی طرح جھوٹے توکل کے قائل نہ تھے- آپ نے اس لڑکے کو کسولی پہاڑ پر علاج کے لئے بھجوا دیا اور وہ اپنے علاج کا کورس پورا کر کے قادیان واپس آگیا اور بظاہر اچھا ہو گیا مگر کچھ عرصہ کے بعد اس میں اچانک مخصوص بیماری "ہائیڈروفوبیا" کے آثار پیدا ہو گئے- حضرت مسیح موعود نے اس کے لئے دعا فرمائی اور ساتھ ہی مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کو حکم دیا کہ کسولی کے ڈاکٹر کو تار دے کر عبدالکریم کی حالت بتائی جائے اور علاج کے متعلق مشورہ پوچھا جائے- کسولی سے تار کے ذریعہ جواب آیا کہ

ساری نتھنگ کین بی ڈن فار عبدالکریم

"یعنی افسوس ہے کہ بیماری کے حملہ کے بعد عبدالکریم کا کوئی علاج نہیں" اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ

"ان کے پاس علاج نہیں مگر خدا کے پاس تو علاج ہے"

چنانچہ حضور نے بڑے درد کے ساتھ اس بچے کی شفایابی کے لئے دعا فرمائی اور ظاہری علاج کے طور پر خدائی القاء کے ماتحت کچھ دوا بھی دی- خدا کی قدرت سے یہ بچہ حضور کی دعا سے بالکل تندرست ہو گیا یا یوں کہو کہ مردہ زندہ ہو گیا- اور اس کے بعد وہ کافی لمبی عمر پا کر فوت ہوا-

(سیرۃ طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ص 126)

## قرب الٰہی پانے کا ذریعہ

### بیوت الحمد منصوبہ

✿ قرآن کریم اور احادیث میں بیواؤں، غرباء اور بے سہارا لوگوں کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے اور بہتر سہولتیں مہیا کرنے کو خدا تعالیٰ کے پیار حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے- بیوت الحمد منصوبہ اس عظیم مقصد کے پانے کا بہترین زینہ ہے- اس منصوبہ کے تحت بیوگان اور مستحقین کو حسب ضرورت رہائش کی سہولت فراہم کی جاتی ہے- ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ بیوت الحمد کالونی میں 100 کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں- اسی طرح ساڑھے پانچ صد سے زائد احباب کو ان کے اپنے اپنے گھروں میں حسب ضرورت جزوی توسیع کیلئے لاکھوں روپے کی امداد دی جا چکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے- احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ ضرورت مندوں کا حلقہ وسیع ہونے کے باعث اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں- ایک مکان کے پورے اخراجات سے لے کر حسب استطاعت آپ جو بھی مالی قربانی پیش فرمائیں مقامی جماعت کے نظام کے تحت یا براہ راست مد بیوت الحمد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں-

(صدر بیوت الحمد منصوبہ)

## نیوروفزیشن کی آمد

✿ مکرم ڈاکٹر رفیق احمد بشارت صاحب نیوروفزیشن مورخہ 19 اکتوبر 2003ء بروز اتوار فضل عمر ہسپتال میں مریضوں کا معائنہ کریں گے- ضرورت مند احباب میڈیکل آؤٹ ڈور میں اندراج کروا کر پرچی روم سے اپنی پرچی بنوالیں- بغیر اندراج کروائے مکرم ڈاکٹر صاحب کو دکھانا ممکن نہ ہوگا- مزید معلومات کیلئے استقبالیہ ہسپتال سے رابطہ فرمائیں۔ (ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

# جماعت میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو

## حضرت مسیح موعودکا پر معارف ارشاد

مجھے بہت سوز وگداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا ......... میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لئے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیحؑ کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اس پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی، جس کی ہم نے اصلاح کر دی، لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دور ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے انسان بن جاؤ۔ اس لئے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ میں اور ہوں میں پھر کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً جب تک ایک مدت تک ہماری صحبت میں رہ کر یہ نہ سمجھے کہ میں اور ہو گیا ہوں، اسے فائدہ نہیں پہنچتا۔

فطرت اور عقلی حالت اور جذبات کی حالت میں اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہو جاوے، تو کچھ بات ہے؛ ورنہ کچھ بھی نہیں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ دنیا کے اشغال چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ نے دنیا کے شغلوں کو جائز رکھا ہے، کیونکہ اس راہ سے بھی ابتلا آتا ہے اور اسی ابتلا کی وجہ سے انسان چور، قمار باز، ٹھگ، ڈکیت بن جاتا ہے اور کیا کیا بری عادتیں اختیار کر لیتا ہے، مگر ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ دنیوی شغلوں کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ دین کی راہ میں تمہارے لئے مدد کا سامان پیدا کر سکیں اور مقصود بالذات اس میں دین ہی ہو۔ پس ہم دنیوی شغلوں سے بھی منع نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں کہتے کہ دن رات دنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی دنیا ہی سے بھر دو۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب بہم پہنچاتا ہے اور اس کی زبان پر نرا دعویٰ ہی رہ جاتا ہے۔ الغرض زندوں کی صحبت میں رہو تا کہ زندہ خدا کا جلوہ تم کو نظر آوے۔

(ملفوظات جلد اول ص 351)

# جنت الفردوس کا مکیں

سارا چمن اداس ہے وہ گلبدن گیا
خاک وطن سے دور غریب الوطن گیا

افسردہ اس طرح سے ہیں دیوارو در، یہ بام
ویران کر کے آس کا سارا صحن گیا

آنسو کا دھارا بن گیا بہتا ہوا چناب
ربوہ کی سر زمیں کا وہ کوہ و دمن گیا

مہکے ہوئے گلاب سراپا ہیں احتجاج
اک پھول کیا گیا ہے کہ سارا چمن گیا

گلیوں میں آج بھی ترے قدموں کے ہیں نشاں
کس کو بتائیں ربوہ کا شاہِ زمن گیا

پھیلی ہوئی ہے تیرے بدن کی مہک یہاں
اے سجدہ گاہِ ذوق ترا بانکپن گیا

راہوں پہ جو کھلے تھے وہ مرجھا گئے گلاب
کلیوں سے اور غنچوں سے رنگِ بدن گیا

---

اے جانے والے جنت فردوس کے مکیں
روشن تری وفا کے دیئے تا ابد رہیں
اشکوں کے پھول سیف کی آنکھوں سے جو گرے
دامن میں تیری یاد لئے تا ابد رہیں

**سلیم الدین سیف**

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے پچاس پیسے

تقریر جلسہ سالانہ 1958ء

## قرآن خدا کا قول، سنت رسولؐ کا فعل اور حدیث سنت کیلئے ایک تائیدی گواہ ہے

# قرآن مجید کی روشنی میں مقام سنت و حدیث

## یہ رسولؐ جو عطا کرے جو حکم دے ان پر کاربند ہو جاؤ اور جن سے منع کرے اس سے رک جاؤ

قسط دوم آخر

حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب

## سنت اور حدیث میں فرق

سنت اور حدیث میں کھلا کھلا فرق صرف حضرت مسیح موعود نے بیان فرمایا ہے۔ اور اپنی شان حکمیت ظاہر کرتے ہوئے ایسا قطعی محاکمہ فرمایا ہے جو موجودہ تمام ذہنی الجھنوں کو دور کر دیتا ہے چونکہ حضرت مسیح موعود کے یہ دو مفصل حوالے سنت اور حدیث کے مقام کو پوری طرح واضح کر دیتے ہیں۔ جو آپ نے رسالہ ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی میں نیز رسالہ کشتی نوح میں تحریر فرمائے ہیں۔ اس لئے میں انہیں اس جگہ پیش کرتا ہوں۔

"اصل بات یہ ہے کہ ان ہر دو فریق میں سے ایک فریق نے افراط کی راہ اختیار کر رکھی ہے اور دوسرے نے تفریط کی۔ فریق اول (یعنی مولوی محمد حسین صاحب) اگرچہ اس بات میں حق پر ہیں۔ کہ احادیث نبویہ مرفوعہ متصلہ ایسی چیز نہیں ہیں کہ ان کو ردی اور لغو سمجھا جائے۔ لیکن وہ حفظ مراتب کے قاعدہ کو فراموش کر کے احادیث کے مرتبہ کو اس بلند مینار پر چڑھاتے ہیں۔ جس سے قرآن شریف کی ہتک لازم آتی ہے۔ اور اس سے انکار کرنا پڑتا ہے اور کتاب اللہ کی مخالفت اور معارضت کی وہ کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اور حدیث کے قصہ کو ان قصوں پر ترجیح دیتے ہیں جو کتاب اللہ میں بتصریح موجود ہیں اور حدیث کے بیان کو کلام اللہ کے بیان پر ہر ایک حالت میں مقدم سمجھتے ہیں۔ اور یہ صریح غلطی اور جادہ انصاف سے تجاوز ہے۔ اللہ جلشانہ، قرآن شریف میں فرماتا ہے(۔) یعنی خدا اور اس کی آیتوں کے بعد کس حدیث پر ایمان لائیں گے۔ اس جگہ حدیث کے لفظ کی تنکیر جو فائدہ عموم کا دیتی ہے۔ صاف بتلا رہی ہے کہ جو حدیث قرآن کے معارض اور مخالف پڑے اور کوئی راہ تطبیق کی پیدا نہ ہو اس کو رد کر دو اور اس حدیث میں ایک پیشگوئی بھی ہے جو بطور اشارۃ النص اس آیت سے مترشح ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ آیت ممدوحہ میں اس بات کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ ایک ایسا زمانہ بھی اس امت پر آنیوالا ہے کہ جب بعض افراد اس امت کے قرآن شریف کو چھوڑ کر ایسی حدیثوں پر بھی عمل کریں گے جن کے بیان کردہ بیان قرآن شریف کے بیانات سے مخالف اور معارض ہوں گے۔ غرض یہ فرقہ اہلحدیث اس بات میں افراط کی راہ پر قدم مار رہا ہے کہ قرآنی شہادت پر حدیث کے بیان کو مقدم سمجھتے ہیں اور اگر وہ انصاف اور خدا ترسی سے کام لیتے تو ایسی حدیثوں کی تطبیق قرآن شریف سے کر سکتے تھے۔ مگر وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ خدا کے قطعی اور یقینی کلام کو بطور متروک اور مہجور کے قرار دیدیں۔ اور اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ ایسی حدیثوں کو جن کے بیانات کتاب اللہ سے مخالف ہیں۔ یا تو چھوڑ دیں اور یا ان کی کتاب اللہ سے تطبیق کریں پس یہ وہ افراط کی راہ ہے جو مولوی محمد حسین نے اختیار کر رکھی ہے۔

اور ان کے مخالف مولوی عبداللہ صاحب نے تفریط کی راہ پر قدم مارا ہے جو سرے سے احادیث سے انکار کر دیا ہے اور احادیث سے انکار ایک طور پر قرآن شریف کا ہی انکار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ (۔) پس جب کہ خدا تعالیٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے اور آنجناب کے عملی نمونوں کے دریافت کے لئے جن پر اتباع موقوف ہے حدیث بھی ایک ذریعہ ہے پس جو شخص حدیث کو چھوڑتا ہے وہ طریق اتباع کو بھی چھوڑتا ہے اور مولوی عبداللہ صاحب کا یہ قول کہ تمام حدیثیں محض شکوک اور ظنون کا ذخیرہ ہے۔ یہ قلت تدبر کی وجہ سے خیال پیدا ہوا ہے اور اس خیال کی اصل جڑ محدثین کی ایک غلط اور ناکمل تقسیم ہے۔ جس نے بہت سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ کیونکہ وہ یوں تقسیم کرتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں ایک تو کتاب اللہ ہے اور دوسری حدیث اور حدیث کتاب اللہ پر قاضی ہے گویا احادیث ایک قاضی یا جج کی طرح کرسی پر بیٹھی ہیں اور قرآن ان کے سامنے ایک مستغیث کی طرح کھڑا ہے اور حدیث کے حکم کے تابع ہے ایسی تقریر سے بیشک ہر ایک کو دھوکا لگے گا کہ جب کہ حدیثیں سو ڈیڑھ سو برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جمع کی گئی ہیں اور انسانی ہاتھوں کے مس سے خالی نہیں ہیں اور بایں ہمہ وہ احاد کا ذخیرہ اور ظنی ہیں اور ان میں قسم متواترات شاذ و نادر جو حکم معدوم کا رکھتی ہیں اور پھر وہی قرآن شریف پر قاضی بھی ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ تمام دین (۔) ظنیات کا تودہ اور انبار ہے اور ظاہر ہے کہ ظن کوئی چیز نہیں ہے اور جو شخص محض ظن کو پنجہ مارتا ہے وہ مقام بلند حق سے بہت نیچے گرا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے(۔) محض ظن حق الیقین کے مقابلہ پر کچھ چیز نہیں پس قرآن شریف تو یوں ہاتھ سے گیا کہ وہ بغیر قاضی کے فتووں کے واجب العمل نہیں اور متروک و مہجور ہے۔ اور قاضی صاحب یعنی احادیث صرف ظن کے میلے کچیلے کپڑے زیب تن رکھتے ہیں۔ جن سے احتمال کذب کسی طرح مرتفع نہیں۔ کیونکہ ظن کی تعریف یہی ہے کہ وہ دروغ کے احتمال سے خالی نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں نہ تو قرآن ہاتھ میں رہا اور نہ حدیث اس لائق کہ اس پر بھروسہ ہو سکے۔ گویا دونوں ہاتھ سے گئے یہ غلطی ہے جس نے اکثر لوگوں کو ہلاک کیا۔

اور صراط مستقیم جس کو ظاہر کرنے کے لئے میں نے اس مضمون کو لکھا ہے یہ ہے کہ (مومنوں) کے ہاتھ میں (دینی) ہدایتوں پر قائم ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں۔

1۔ قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھ کر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں وہ خدا کا کلام ہے۔ وہ شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے۔

2۔ دوسری سنت اور اس جگہ ہم اہل حدیث کی اصطلاحات سے الگ ہو کر بات کرتے ہیں یعنی ہم حدیث اور سنت کو ایک چیز قرار نہیں دیتے جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے بلکہ حدیث الگ چیز ہے اور سنت الگ چیز سنت سے مراد ہماری طرف آنحضرت کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے۔ اور ابتداء سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قدیم سے عادت اللہ یہی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کے لئے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے۔ اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں۔

3۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مراد ہمارے وہ آثار ہیں جو قصوں کے رنگ میں آنحضرت سے قریباً ڈیڑھ سو سال بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے ہیں پس سنت اور حدیث میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ سنت ایک عملی طریق ہے۔ جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے۔ جس کو آنحضرت نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجے پر ہے اور جس طرح آنحضرت قرآن شریف کی اشاعت کے لئے معمور تھے ایسا ہی سنت کی اقامت کے لئے بھی معمور تھے۔ پس جیسا کہ قرآن شریف یقینی ہے ایسا ہی سنت معمولہ متواترہ بھی یقینی ہے۔ یہ دونوں خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے بجالائے اور دونوں کو اپنا فرض سمجھا۔ مثلاً جب نماز کیلئے حکم ہوا۔ تو آنحضرت نے خدا تعالیٰ کے اس قول کو اپنے فعل سے کھول کر دکھلا دیا اور عملی رنگ میں ظاہر کر دیا کہ فجر کی نماز کی یہ رکعات ہیں اور مغرب کی یہ اور باقی نمازوں کیلئے یہ یہ رکعات ہیں ایسا ہی حج کر کے دکھلایا اور پھر اپنے ہاتھ سے ہزارہا صحابہ کو اس فعل کا پابند کر کے سلسلہ تعامل بڑے زور سے قائم کر دیا۔ پس عملی نمونہ جواب تک امت میں تعامل کے رنگ میں مشہود و محسوس ہے اس کا نام سنت ہے لیکن حدیث کو آنحضرتؐ نے اپنے روبرو نہیں لکھوایا اور نہ اس کو جمع کرنے کے لئے کوئی اہتمام کیا۔ کچھ حدیثیں حضرت ابوبکرؓ نے جمع کی تھیں۔ لیکن پھر تقویٰ کے خیال سے انہوں نے وہ سب حدیثیں جلا دیں کہ یہ میرا سماع بلاواسطہ نہیں ہے۔ خدا جانے اصل حقیقت کیا ہے۔ پھر جب وہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم کا گزر گیا تو بعض تبع تابعین کی طبیعت کو خدا نے اس

طرف پھیر دیا کہ حدیثوں کو بھی جمع کر لینا چاہئے۔ تب حدیثیں جمع ہوئیں اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ اکثر حدیثوں کے جمع کرنے والے بڑے متقی اور پرہیزگار تھے انہوں نے جہاں تک ان کی طاقتیں تھیں حدیثوں کی تنقید کی ایسی حدیثوں سے بچنا چاہا جو ان کی رائے میں موضوعات میں سے تھیں اور ہر ایک مشتبہ الحال راوی کی حدیث نہیں لی۔ بہت محنت کی مگر تاہم چونکہ وہ ساری کارروائی بعد از وقت تھی۔ اس لئے وہ سب ظن کے مرتبہ پر رہے بایں ہمہ یہ سخت ناانصافی ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ وہ سب حدیثیں لغو اور نکمی اور بے فائدہ اور جھوٹی ہیں۔ بلکہ ان حدیثوں کے لکھنے میں اس قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اس قدر تحقیق اور تنقید کی گئی ہے جو اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔ یہودیوں میں بھی حدیثیں ہیں اور حضرت مسیح کے مقابل پر بھی وہی فرقہ یہودیوں کا تھا۔ جو عامل بالحدیث کہلاتا تھا۔ لیکن ثابت نہیں کیا گیا کہ یہودیوں کے محدثین نے ایسی احتیاط سے وہ حدیثیں جمع کی تھیں۔ جیسا کہ اسلام کے محدثین نے تاہم یہ غلطی ہے کہ ایسا خیال کیا جائے۔ کہ جب تک حدیثیں جمع نہیں ہوئی تھیں اس وقت تک لوگ نمازوں کی رکعات سے بے خبر تھے یا حج کرنے کے طریق سے ناآشنا تھے کیونکہ سلسلہ تعامل نے جو سنت کے ذریعہ سے ان میں پیدا ہو گیا تھا تمام حدود اور فرائض (۔) ان کو سکھلا دیئے تھے اس لئے یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ان حدیثوں کا دنیا میں اگر وجود بھی نہ ہوتا جو مدت دراز کے بعد جمع کی گئیں تو اصلی تعلیم کا کچھ بھی حرج نہ تھا کیونکہ قرآن اور سلسلہ تعامل نے ان ضرورتوں کو پورا کر دیا تھا۔ تاہم حدیثوں نے اس نور کو زیادہ کیا۔ گویا اسلام نور علیٰ نور ہو گیا اور حدیثیں قرآن اور سنت کے لئے گواہ کی طرح کھڑی ہو گئیں اور اسلام کے بہت سے فرقے جو بعد میں پیدا ہو گئے۔ ان میں سے سچے فرقے کو احادیث صحیحہ سے بہت فائدہ پہنچا (۔) چاہئے کہ قرآن اور سنت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے اور جو حدیث قرآن اور سنت کے مخالف نہ ہو اس کو بسرو چشم قبول کیا جاوے یہی صراط مستقیم ہے۔ مبارک وہ جو اس کے پابند ہوتے ہیں۔ نہایت بدقسمت اور نادان وہ شخص ہے۔ جو بغیر لحاظ اس قاعدہ کے حدیثوں کا انکار کرتا ہے۔

## ہدایت کے سرچشمے

حضرت مسیح موعود کشتی نوح میں تحریر فرماتے ہیں:

"میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں۔ کہ جو تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اول قرآن ہے جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں ان [illegible] کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے ...... دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو (۔) دیا گیا ہے سنت ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کی رکعات معلوم نہیں ہوتیں۔ کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچھ کھول دیا ہے۔ یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے۔ کیونکہ حدیث تو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی۔ مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا۔ مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے۔ خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا قرآن کو نازل کر کے مخلوق کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے۔ یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کے کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کرنی کے پیرایہ میں دکھلا دیں۔ اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا۔ یہ کہنا بے جا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا۔ کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا۔ کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے۔

ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں۔ اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے جن لوگوں کو ادب قرآن نہیں دیا گیا وہ اس موقعہ پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہیں۔ جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا۔ مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکت خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے۔ قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی۔ صرف ثبوت مؤید کے رنگ میں ہے۔ قرآن اور سنت نے اصل کام کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسے قاضی ہو سکتی ہے۔ قرآن اور سنت اس زمانہ میں ہدایت کر رہے تھے جب کہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تھا۔ یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے تائیدی گواہ ہے۔ البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے۔ اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈال دیا تھا۔ سنت ان باتوں کا نام نہیں ہے جو سو ڈیڑھ سو برس بعد کتابوں میں لکھی گئیں۔ بلکہ ان باتوں کا نام حدیث ہے۔ اور سنت اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتداء سے چلا آیا ہے جس پر ہزارہا مسلمانوں کو لگایا گیا۔ ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اس کے اندر موجود ہے۔ پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے۔ ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے۔ یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہو گی۔ کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں رد کرنا پڑتا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرأت نہیں کرے گا۔ کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثوں کے مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں۔ بہرحال احادیث کا قدر کرو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور جب تک قرآن اور سنت ان کی تکذیب نہ کرے تم بھی ان کی تکذیب نہ کرو۔ بلکہ چاہئے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل مگر اس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو۔ لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اس کی تطبیق کی فکر کرو۔ شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو۔ اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پھینک دو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے۔ اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو۔ کیونکہ قرآن اس کا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیش گوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو۔ اور ایسے محدثوں اور راویوں کو غلطی اور کاذب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو۔ ایسی حدیثیں صدہا ہیں جن میں پیشگوئیاں ہیں اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں۔ پس اگر کوئی حدیث ان میں سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہہ کر ٹال دو کہ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اس کا متدین نہیں ہے تو اس صورت میں تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کر دو جس کا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا۔ خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثوں کو ضعیف قرار دے کر (دین) کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دو گے۔ پس اس صورت میں تم (دین) کے دشمن ٹھہرو گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا یظھر علی غیبہ احداً (۔) پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے؟ کیا ایسے موقع پر یہ کہنا مناسب حالت ایمانداری نہیں ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے میں کسی محدث نے غلطی کھائی اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جھوٹی حدیث کو سچی کر کے خدا نے غلطی کھائی اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی بھی ہو بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہیں جو قرآن کے موافق ہیں تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بھی ہیں جنہوں نے (دین) میں فتنہ ڈالا ہے۔ ہر ایک فرقہ اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکھتا ہے یہاں تک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتوں میں کر دیا ہے۔ کوئی آمین بالجہر کہتا ہے کوئی پوشیدہ کوئی سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے، کوئی ناف پر، اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہیں کل حزب بما لدیھم فرحون ورنہ سنت نے ایک ہی طریق بتلایا تھا۔

پھر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دے دی اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ ان (یہود) کا یہ مذہب تھا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے۔ سو ان میں ایسی حدیثیں بکثرت موجود تھیں کہ جب تک ایلیا دوبارہ آسمان سے اپنے عنصری وجود کے ساتھ نازل نہ ہو، تب تک ان کا مسیح موعود نہیں آئے گا۔ ان حدیثوں نے ان کو سخت ٹھوکر میں ڈال دیا اور وہ لوگ ان حدیثوں پر تکیہ کر کے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول نہ کر سکے کہ ایلیاس سے مراد یوحنا یعنی یحییٰ نبی ہے جو ایلیاس کی خو اور طبیعت پر آیا اور بروزی طور پر اس کا وجود لیا ہے پس تمام ٹھوکر ان کی حدیثوں کے سبب سے تھی۔ جو آخرکار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہو گئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثوں کے معنوں پر بھی غلطی کرتے ہوں یا حدیثوں میں بعض انسانی الفاظ مل گئے ہوں غرض شاید مسلمانوں کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہو گی کہ یہودیوں میں حضرت مسیح کے منکر اہل حدیث ہی تھے۔ انہوں نے ان پر شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ لکھا اور ان کو کافر قرار دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابوں کو نہیں مانتا۔ خدا نے الیاس کے دوبارہ آنے کی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویلیں کرتا اور بغیر کسی قرینہ صارفہ کے ان خبروں کو کسی اور طرف کھینچ کر لے جاتا ہے اور حضرت مسیح کا نام انہوں نے صرف کافر ہی نہیں بلکہ ملحد بھی رکھا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے، تو پھر دین موسوی باطل ہے وہ ان کے لئے فیج اعوج کا زمانہ تھا جھوٹی حدیثوں نے ان کو دھوکا دیا۔ غرض حدیثوں کے پڑھنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہئے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو توریت پر قاضی ٹھہرا کر اس حالت تک پہنچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو انہوں نے کافر اور دجال کہا۔ اور اس سے انکار کر دیا تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے (۔) ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابیں بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں اور اس احتیاط سے ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہ ہو۔ جو قرآن

اور سنت اوران احادیث سے مخالف ہو۔ جو قرآن کے مطابق ہیں"

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 ص 26، 61)

اب یہ حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ سنت اور حدیث کی تعریف اور مقام کیا ہے اوران کی ضرورت کیا ہے؟ اس وضاحت کے بعد کسی قسم کی الجھن باقی نہیں رہتی اور کسی قسم کا اشکال پیدا نہیں ہوتا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر اوامر و نواہی یعنی احکام دیئے ہیں جن کی تعمیل کی شکل کا سوال تھا۔ انبیاء سلف کے واقعات بیان فرمائے ہیں جن کی تشریح و تطبیق کا سوال تھا۔ کیونکہ ان میں آنیوالے واقعات کی خبر بھی تھی۔ پھر قرآن مجید میں جزاء و سزا کی تفصیلات اور مستقبل کی پیشگوئیاں مذکور ہیں جن کے بارے میں مختلف استفسارات کے جوابات اور توضیح کی ضرورت تھی۔ غرض قرآن کریم کے ہر سہ قسم کے مضامین ایسے شارع پیغمبر کے وجود کے متقضی تھے جو احکام کی تعمیل میں اسوہ حسنہ ہو۔ فیصلوں میں حکم ناطق ہو۔ واقعات انبیاء کی تفصیل بتانے میں کامل شارح اور انفع ہو۔ مستقبل کی پیشگوئیوں کے بارے میں سوالات کے جواب دینے میں اللہ تعالیٰ سے علم پاتا ہو۔ اسے ہر آن اللہ تعالیٰ کی رہنمائی حاصل ہو۔ چنانچہ یہی تمام اوصاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے امت کا باپ قرار دیا ہے۔ اور آپ کو اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے الٰہی تعلیم کے مطابق قرآن مجید کی تشریح کرنے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا منصب عطا فرمایا ہے فرماتا ہے:

اے رسول! ہم نے یہ قرآن تجھ پر نازل کیا ہے تا تو اس کو لوگوں کے سامنے پوری تشریح اور وضاحت سے بیان کرے اور تا وہ اسلام پر پوری طرح تدبر اور غور کر سکیں۔ پھر فرمایا: (۔) (النساء 105)

ہم نے یہ کتاب پوری حقانیت اور اٹل احکام پر مشتمل نازل کی ہے تا اے پیغمبر! تو اس کی روشنی میں اس طرح فیصلے فرمائے۔ جو اللہ تعالیٰ تجھے تفہیم اور القا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ رسول جو عطا کرے۔ جو تعلیم دے اور فیصلے کرے ان پر پختگی سے کاربند ہو جاؤ اور جن باتوں سے منع کرے ان سے پوری طرح رک جاؤ۔

غرض اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پوزیشن میں مبعوث فرمایا کہ اپنا کلام قرآن مجید آپ پر نازل فرمایا اس کے احکام کی تعمیل کے لئے آپ کو نمونہ بنایا۔ اس کے مشکلات کے حل کیلئے آپ کو مبیّن اور شارح مقرر فرمایا۔ اور امت کے تنازعات کا فیصلہ کرنے کے لئے حکم مقرر فرمایا اس طرح سے قرآن مجید کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور آپ کے پاکیزہ اقوال یعنی احادیث بھی امت کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے مقرر کر دیئے گئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا سراسر فضل و احسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مومن تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو بسر و چشم قبول کرتے ہیں اور آپ کی بات کو ماننے کے لئے پورے دل سے تیار رہتے ہیں۔

کہ مومنوں کو جب اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ سمعاً وطاعةً کہہ کر حاضر ہو جاتے ہیں۔ یہی کامیاب ہوں گے۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے اور تقویٰ اختیار کریں گے وہی کامران ہوں گے۔

اس کے مقابل پر منافقین کا حال یہ تھا کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ کے کلام اور رسول کی طرف بلایا جاتا تھا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے اعراض کرتے تھے اور آپ کی بات ماننے سے گریزاں ہوتے تھے دوسری جگہ ان کے بارے میں فرمایا:

(۔) (النور 47-48) کہ وہ منہ سے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کا اور اطاعت گزار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ایک جماعت ان میں سے منہ پھیر لیتی ہے اور وہ مومن نہیں ہیں۔ جب ان کو اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ایک گروہ اعراض کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور ہدایات کی پیروی کرنے والے مومنوں اور ان سے اعراض کرنے والے منافقوں کا الگ الگ رویہ اور طریق کار بتانے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

کہ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد جو لوگ رسول کی مخالفت کریں گے اور سبیل المؤمنین کو چھوڑ کر اور کسی طریق کو اختیار کریں گے تو انہیں اس اعراض کی سزا دی جائے گی۔ اور جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ جو ان کا برا اور بدترین ٹھکانہ ہوگا۔

ان آیات کی روشنی میں قرآن مجید کے بعد سنت اور حدیث کا مقام واضح ہے سنت رسول بڑی حد تک تواتر سے ثابت ہے اس لئے یقینی ہے۔ حدیث رسول بھی اگر تواتر سے ثابت ہو تو یقینی ہے لیکن چونکہ احادیث کو یہ تواتر حاصل نہیں، اس لئے ان کے بارے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے تھے یا نہیں؟ ان الفاظ کا یقینی طور پر فرمان نبوی کا ہونا محل بحث ہوتا ہے اس لئے ان کی صداقت کے لئے قرآن مجید کو اصلی کسوٹی اور سنت نبوی کو تابع کسوٹی قرار دیا گیا ہے۔

جو عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور جو قول حضور علیہ السلام کا ثابت ہو وہ سراسر نور اور ہدایت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ رسول قولی اور اعتقادی گمراہی سے بھی پاک ہے اور عملی گمراہی سے مبرا ہے۔ اس پر قرآن مجید کا نزول محض وحی سے ہوا ہے۔ اور اس کا نطق اپنا نہیں ہے۔

پس قرآن مجید کے ساتھ ساتھ ثابت شدہ سنت نبویؐ اور ثابت شدہ قول نبوی بھی سرچشمہ ہدایت ہے مبارک وہ جو اس چشمہ زندگی سے پی کر دائمی زندگی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو انہی لوگوں میں سے بنائے۔ آمین (روزنامہ الفضل 8 تا 13 فروری 1959ء)

پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب

# انسانی جسم۔ احسن تقویم کی صداقت

حیرت ہے ان سائنسدانوں پر جو اس کائنات اور اس کی موجودات کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ خود بخود پیدا ہو گیا ہے اور اس کو بالارادہ پیدا کرنے والا کوئی خالق مطلق نہیں ہے۔ کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے جانور کی جسمانی ساخت، جسم کے اندرونی نظام اور صلاحیتوں کے بارے میں تفصیلی معلومات کا مطالعہ کرنے سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ اتنا جامع۔ اتنا مربوط اور اتنا باکمال کوئی بھی سسٹم خود بخود پیدا ہو جانا ممکن ہی نہیں ہے اور پھر اس سسٹم کا اپنی ضرورتوں کو خود بخود پورا کرتے چلے جانا۔ اپنے اندر پیدا ہونیوالی خرابیوں کو خود ہی دور کرتے جانا۔ اپنی نشوونما کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے نہ صرف خود اپنی طبعی عمر تک قائم و دائم رہنا بلکہ اپنے بعد اپنی نسل کی بقا کا تمام تر بندوبست کرنے کی اہلیت رکھنا۔ یہ سب صفات اس چیز کے خود بخود ہو جانے اور آپ ہی آپ قائم و دائم رہنے کے تصور کی اس درجہ نفی کرتی ہیں کہ ایسا اعتقاد رکھنے والا یا تو حد درجہ کا غبی اور جاہل قرار پائیگا اور یا انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ حقائق سے آنکھیں چرانے والا۔ آیئے ذرا ہم خود اپنے ہی جسمانی نظام پر ایک سرسری نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ کیا ایسا اعلیٰ اور اکمل نظام جو گردوپیش کے ماحول کے تقاضوں کے مطابق برق رفتاری سے خود کو ڈھالنے اور بھرپور عمل دکھانے کے ساتھ ساتھ ماحول سے ہی اپنی بقا اور صلاحیتوں کے نمو کے لئے ضروری غذا اور ایندھن حاصل کر لینے کے لئے خود کفیل ہو بغیر کسی خالق کے بنانے اور چلانے کے خود بخود بن سکتا اور چل سکتا ہے۔

## انسان اور دوسرے حیوانات میں بنیادی فرق

جسمانی طور پر انسان اور دوسرے حیوانات میں سب سے بڑا فرق انسان کا دو ٹانگوں پر سیدھا کھڑا ہونا ہے۔ اور یہ فرق انسان کی ارتقائی یا شعوری کوشش کی پیداوار نہیں ہے بلکہ خالق حقیقی نے انسان کے بنیادی ڈھانچے کو تخلیق کرتے وقت اس میں پیدا کر دیا تھا۔ اکثر حیوانات تو خیر چار پاؤں پر چلتے ہیں اس لئے ان کا انسان سے موازنہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بندر کی ایک بڑی قسم گوریلا کے بارے میں اکثر سائنسدانوں کی متفقہ رائے ہے کہ وہ اپنی جسمانی ساخت اور ذہنی صلاحیتوں کے اعتبار سے انسان سے قریب ترین جانور ہے۔ آیئے اس جانور کا انسان سے جسمانی ساخت میں موازنہ کریں۔ اگرچہ گوریلا بھی انسان کی طرح سیدھا کھڑا ہو کر اپنی ٹانگوں پر چل سکتا ہے لیکن بڑے بے ڈھنگے طریقہ سے ریچھ کی طرح چند قدم چل کر پھر واپس اپنی چار ٹانگوں کی پوزیشن پر آجائے گا۔ اس کی بنیادی وجہ اس کی جسمانی ساخت کا فرق ہے۔ انسان کا سر بناوٹ میں ریڑھ کی ہڈی جو سارے جسم کا وزن برداشت کرتی ہے کی لمبائی پر عین اوپر سیدھ میں واقع ہے جب کہ گوریلا کا سر باقی تمام حیوانات کی طرح ریڑھ کی ہڈی کے اوپر والے کنارے سے نچلی طرف لٹک رہا ہے۔ اس وجہ سے جہاں انسان کو سیدھا کھڑا ہو کر سر کو اوپر کی طرف رکھنے میں سہولت ہے وہاں گوریلا اور باقی حیوانات کو چاروں ٹانگوں پر جھک کر سر کو آگے کی طرف لٹکانے میں آسانی ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ باقی تمام حیوانات میں ریڑھ کی ہڈی سر سے پیچھے تک سیدھی ہے جب کہ انسان کی ریڑھ کی ہڈی میں کمر پر آ کر اندر کی طرف جھکاؤ پایا جاتا ہے جو اس کے باری باری قدم اٹھا کر چلنے کے دوران توازن قائم رکھنے میں مد ہوتا ہے۔ انسان کی ٹانگیں سارے جسم کا بوجھ برداشت کرنے کے لئے بازوؤں کی نسبت زیادہ لمبی اور مضبوط بنائی گئی ہیں جب کہ اس کے برعکس گوریلا کے بازو اس کی ٹانگوں کی نسبت زیادہ لمبے اور طاقتور ہوتے ہیں۔ ایک اور فرق انسان اور گوریلا میں یہ ہے کہ انسان کی ٹانگوں اور پاؤں کا بنیادی کام جسم کے بوجھ کو برداشت کرنا ہے اس لئے اس کے پاؤں کی انگلیاں پکڑنے کا کام نہیں دے سکتیں۔ ہاں اس کے پاؤں میں واقع لمبی ہڈی کی محراب نما بناوٹ کسی گاڑی کی کمانی کی طرح چلتے وقت لچک کھا کر پاؤں کو غیر ضروری دباؤ سے محفوظ رکھتی ہے جب کہ گوریلا کے پاؤں کی انگلیوں میں ہاتھوں کی طرح چیزوں کو پکڑنے کی صلاحیت موجود ہے کیونکہ درختوں کی ٹہنیوں سے جھولتے وقت اس کو اس کی ضرورت ہے۔ ویسے تو انسان اپنی بے حد و حساب دماغی برتری۔ بولنے کی صلاحیت، مختلف زبانوں کے پیدا ہونے کی نتیجہ میں بے انتہا معاشرتی ترقی اور ماضی کے تجربات کی روشنی میں آگے بڑھنے کی صلاحیت کی بنا پر جانوروں کی نسبت بہت اونچا مقام رکھتا ہے لیکن یہاں ہم اپنی بحث کو

صرف جسمانی ساخت تک ہی محدود رکھیں گے۔

## انسانی جسم ایک مشین

بناوٹ کی حد تک جسم کو ایک بہت اعلیٰ کارکردگی والی مشین سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ اس کے کئی حصے ہیں۔ ہر حصہ اپنا اپنا مخصوص کام سرانجام دیتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دوسرے حصوں کے ساتھ اپنے کام کو مربوط بھی رکھتا ہے تاکہ پوری مشین احسن طور سے کام کر سکے۔ دوسری تمام مشینوں کی طرح جسم کو بھی توانائی کی ضرورت ہوتی ہے جو یہ خوراک اور آکسیجن سے حاصل کرتا ہے۔ لیکن جسم کسی بھی مشین سے بہت مختلف ہے اور کوئی بڑی سے بڑی اور اعلیٰ سے اعلیٰ مشین جسم کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مثلاً کسی بھی مشین میں اپنے اندر روز افزوں نشوونما پیدا کرنے اور کارکردگی کو بہتر سے بہتر کرتے چلے جانے کی صلاحیت نہیں ہوتی جب کہ انسانی جسم محض ایک خلیہ سے شروع ہوتا ہے جو کھرب ہا کھرب خلیات میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور پھر یہ کہ روزانہ تقریباً 2 ارب خلیات کے مرنے کے ساتھ ساتھ یہ ان کی جگہ نئے اور تازہ دم خلیات پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ ہر 15 سے 30 دن کے دوران جسم اپنی تمام جلد کی اوپر کی تہہ کو اتار کر نئی جلد پیدا کر لیتا ہے۔ جسم ہر روز سینکڑوں بیماریوں کے حملہ کا خود بخود دفاع کرتا رہتا ہے اور چھوٹی موٹی تکلیفوں اور چوٹوں کا خود ہی علاج کر لیتا ہے۔ جسم کے بہت سے حصے مثلاً دل گردے، وغیرہ ایک سیکنڈ کا آرام کئے بغیر لگاتار کام کرتے رہتے ہیں اور نہ گھستے ہیں نہ تھکتے ہیں۔ ایک 70 سال کی عمر کے آدمی کا دل اب تک ساڑھے چار کروڑ گیلن سے زیادہ خون لاکھوں میل کے پائپوں کے سرکٹ میں پمپ کر چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس آدمی کے گردے اسی وقت میں دس لاکھ گیلن خون سے زہریلے مادے صاف کر چکے ہوتے ہیں۔ اپنے ماحول میں ہونے والی درجہ حرارت، روشنی اور آواز کی تبدیلیوں کو محسوس کر کے جسم کی مشین ہر ساعت اس کے مطابق خود کو تیار کر رہی ہوتی ہے۔ ہمارے ناک کی بو سونگھنے کی اہلیت کانوں اور آنکھوں کی صلاحیتوں کے مقابلہ میں اور دوسرے جانوروں کی نسبت بہت کم ترقی یافتہ ہونے کے باوجود ہزاروں قسم کی مختلف بوؤں میں تمیز کر سکتی ہے۔ جسم کے تمام اعضا بیرونی ماحول کی تبدیلیوں کے مطابق ہر لحہ اپنی کارکردگی میں مناسب تبدیلی کرتے رہتے ہیں تاکہ اپنے اندرونی ماحول کو مناسب حال صورت میں رکھ سکیں۔ چالاک سے چالاک جانور اور بڑے سے بڑا سپر کمپیوٹر اس سرعت اور صحیح طریقہ سے سوچ کر ردعمل نہیں دکھا سکتا جیسے انسانی دماغ کرتا ہے۔

## جسم کے مختلف اعضاء

**1۔ ہماری جلد** کی تین تہیں ہوتی ہیں اوپر کی تہہ مردہ خلیات پر مشتمل ہے جو باہر سے جراثیم، کیمیائی مادوں اور دوسری نقصان دہ چیزوں کو جسم کے اندر داخل ہونے سے روکتی ہے۔ اسی طرح سورج کی ضرر رساں شعاعوں سے جسم کو بچانے کے ساتھ ساتھ جسم کے پانی کو ہوا میں اڑ جانے سے محفوظ رکھتی ہے۔ دوسری تہہ ہمارے جسمانی درجہ حرارت کو متوازن رکھتی ہے۔ ہمارے جسم کی کارکردگی کے نتیجہ میں بے انتہا حرارت پیدا ہوتی ہے۔ ضرورت سے زیادہ حرارت جمع ہونے کی صورت میں اس جلد میں واقع خون کی نسیں پھیل جاتی ہیں۔ نیز یہ پسینہ پیدا کرتی ہیں اور اس پسینہ کے بخارات بن کر اڑنے سے ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے۔ اگر حرارت کو جسم میں محفوظ کرنا ضروری ہو تو یہ خون کی نسیں سکڑ جاتی ہیں۔ جلد کی یہ تہہ گرمی، سردی، دباؤ اور تکلیف کو بھی محسوس کرتی ہے۔ جلد کی سب سے نچلی تہہ اپنے اندر فالتو توانائی کا خزانہ محفوظ کرتی ہے جو اس کے خلیات میں چربی کی صورت میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ نیز یہ جلد درجہ حرارت کو محفوظ کرنے اور جسم کی اندرونی بافتوں کو بیرونی ضربات سے محفوظ رکھنے کا کام بھی کرتی ہے۔

**2۔ ہمارا ڈھانچہ** 200 ہڈیوں پر مشتمل ہے جو بہت مضبوط جسمانی فریم بناتی ہیں اور اندرونی اعضا کی حفاظت کا کام کرتی ہیں۔ اسی طرح کھوپڑی دماغ کی، ریڑھ کی ہڈی حرام مغز کی اور پسلیاں دل کی حفاظت کا فرض سرانجام دیتی ہیں۔ ہڈیوں کو جوڑوں کے مقام پر مختلف اطراف میں حرکت دینے کے لئے اعصاب اور بافتوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ ہاتھوں کی انگلیوں، کلائی، کندھوں اور گھٹنوں کے جوڑ وغیرہ کو مختلف سمتوں میں حرکت دینے کے لئے یہ اعصاب سکڑتے اور پھیلتے ہیں۔ ہڈی کے اندر کا گودا خون کو تروتازہ اور صحت مند رکھتا ہے اور اس مقصد کے لئے دو قسم کے خون کے خلیات پیدا کر کے انہیں خون میں ملاتا رہتا ہے۔ ہمارے جسمانی ڈھانچہ میں 600 سے زیادہ اعصاب اس کی حفاظت اور اس کو حرکت دینے کا کام کرتے ہیں۔

**3۔ نظام ہضم** غذا کو پیس کر چھوٹے چھوٹے ذرات میں تبدیل کرنے۔ انہیں خون میں جذب کرنے اور فضلہ کو جسم سے باہر خارج کرنے کا کام کرتا ہے۔ اس سارے نظام میں غذا کی لمبی نالی جو منہ سے لے کر معدہ تک جاتی ہے۔ چھوٹی آنت اور بڑی آنت، پتہ، جگر، لعاب دہن پیدا کرنے والے غدود اور دانت شامل ہیں۔ غذا کی نالی اور معدہ دانتوں سے چبائی ہوئی غذا میں ایسے کیمیائی مادے شامل کرتے ہیں جو اس کے ہضم ہونے میں مد ہیں۔ معدے کی سکڑنے اور پھیلنے کی کیفیت اس عمل کو مزید تیز کرتی ہے۔ چھوٹی آنت اور بڑی آنت میں سے گزرتے وقت اس میں مختلف قسم کے کیمیائی مادے شامل ہوتے جاتے ہیں۔ جگر میں پیدا ہو کر پتہ میں جمع رہنے والا کڑوا اور تیز مادہ چھوٹی آنت میں داخل ہو کر چکنائی کے اجزاء کو جذب کرنے کا کام کرتا ہے۔ بڑی آنت تک پہنچتے پہنچتے غذا مکمل طور پر ٹوٹ چکی ہوتی ہے۔ چنانچہ غذا کا پانی، معدنیات اور غذائیت خون میں جذب ہو جاتی ہے جب کہ فضلہ بڑی آنت کے نچلے سوراخ سے جسم سے باہر خارج ہو جاتا ہے۔

**4۔ نظام تنفس** ناک، سانس کی نالی اور پھیپھڑوں پر مشتمل ہے۔ یہ نظام ہمارے خون میں آکسیجن شامل کرنے اور کاربن ڈائی آکسائڈ خارج کرنے کا ضامن ہے۔ پھیپھڑوں کے پھیلنے اور سکڑنے سے ہوا اندر بھرتی اور خارج ہوتی ہے اور پھیپھڑوں کا یہ عمل ڈایا فرام کی جھلی کے پھیلنے اور سکڑنے سے ہوتا ہے۔ پھیپھڑے کے اندر کروڑوں کی تعداد میں باریک جھلیوں کے بنے ہوئے خانے ہیں۔ ان خانوں کو اگر کھول کر پھیلا دیا جائے تو پھیپھڑوں کا رقبہ ایک ہزار مربع فٹ تک ہو جائے گا۔ جہاں سے پھیپھڑے آکسیجن اندر لاتے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ باہر خارج کرتے ہیں۔ نظام تنفس اس قدر پیچیدہ نظام ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسن الخالقین ہونے کی صحیح جھلک یہاں نظر آتی ہے۔ پھیپھڑوں میں نظام تنفس اور دوران خون کا نظام مل کر یکجا ہو جاتے ہیں۔ ادھر تازہ آکسیجن سے بھری ہوا پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے۔ ادھر ساتھ ہی کاربن ڈائی آکسائیڈ سے آلودہ نیلے رنگ کا خون پھیپھڑوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ شریانوں اور وریدوں کے آخری سرے جنہیں کیپلریز کہا جاتا ہے ایک عجیب طریقہ سے آپس میں مل جاتے ہیں شریانوں میں واپس جانے والا سرخ خون اور وریدوں کے ذریعہ آنے والا نیلا خون دو الگ الگ نالیوں سے الگ الگ راستوں سے آنے کے بعد جب بال جیسی باریک کیپلریز میں آتا ہے تو نہ جانے کس جادوگری کے تحت ایک ہی کیپلری کے اندر سے کاربن ڈائی آکسائیڈ پھیپھڑوں میں جذب ہو کر سانس کے ذریعہ باہر نکل رہی ہوتی ہے اور اسی وقت اسی کیپلری میں آکسیجن خون میں جذب ہو کر اسے نیلے رنگ سے سرخ میں تبدیل کر رہی ہوتی ہے اور وہ سرخ خون ایک دوسری نالی یعنی دل کی ورید کے ذریعہ دل میں داخل ہو رہا ہوتا ہے جو اسے جسم کے تمام حصوں میں پمپ کر رہا ہوتا ہے۔ یہ سب کام بغیر کسی وقفہ کے لگاتار آٹومیٹک طریقہ سے ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور یہی ہماری زندگی کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔ خون تین اجزاء کا مجموعہ ہے اس میں 55 تا 65 فیصد تو پانی ہوتا ہے جسے پلازما کہا جاتا ہے۔ یہ پلازما آنتوں اور جگر میں بننے والی غذائیت کو اپنے اندر حل کر کے جسم کے تمام حصوں میں توانائی کی صورت میں پہنچاتا اور فضلات کو جسم سے باہر نکالتا ہے۔ خون میں سرخ ذرات Red Cells سفید ذرات White Cells اور Platelets ہوتے ہیں۔ سرخ ذرات جسم میں آکسیجن پہنچانے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ سفید ذرات مختلف بیماریوں کے حملوں کو روکنے اور جراثیم کو مارنے کا کام کر کے جسم میں قوت مدافعت پیدا کرتے ہیں اور Platelets خون میں جمنے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں تاکہ جسم سے خون کے بہنے کو قدرتی طور سے روکا جا سکے۔

**5۔ نروس سسٹم** پورے جسم کے اعضا کو کنٹرول کرنے کا مرکزی نظام ہے۔ جسم کے باہر کے ماحولیاتی تغیرات اور جسم کے اندر ہونے والی تبدیلیوں کی ہر لحہ رپورٹ (Neurons) نیوران جو کھربوں کی تعداد میں جسم میں پھیلے ہوئے اعصابی خلیات ہیں اعصابی اشاروں کی صورت میں اس مرکزی سسٹم کو بھیجتے ہیں جو الیکٹریکل سگنلز کی صورت میں نہایت تیزی سے دماغ تک پہنچتے ہیں کیونکہ سب سے تیز رفتار ذریعہ بجلی کی لہریں ہی ہیں جو 1,86,282 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہیں۔ اگر جسم کے دور دراز مقام مثلاً پاؤں پر کوئی جلانے والی چیز گر جاتی ہے تو بجلی کی لہروں کے ذریعہ اس کی خبر آناً فاناً پاؤں میں واقع اعصاب دماغ میں واقع نروس سسٹم کے کنٹرول روم کو پہنچا دیں گے۔ اس کنٹرول روم کے آگے دو حصے ہیں۔ ایک ریڑھ کی ہڈی میں واقع ہے جو Reflex Action کے ذریعہ غیر شعوری طور پر پاؤں کو جھٹکے کے ساتھ اس گرم چیز سے پرے ہٹا دے گا اور دوسرا حصہ جو دماغ میں واقع ہے فوری طور پر اس جلنے کے عمل کا توڑ کرنے کے احکامات جاری کرے گا اور جسم کا دفاعی نظام اس جگہ سے سوزش اور چھالا وغیرہ پیدا کر کے ٹھنڈک کے ذریعہ جلن کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی خارجی چیز یا وائرس وغیرہ ناک کے ذریعہ اوپر سر کی طرف جانے کی کوشش کرے گا تو فوراً ناک کے اعصاب اس کی اطلاع مرکزی نظام کو دیں گے اور بجلی کی طرح دماغ کا یہ نظام چھینک کے ذریعہ اس چیز کو باہر پھینک دینے کے احکامات جاری کرے گا۔ اسی طرح سینکڑوں قسم کی تکالیف کا یہ مرکزی دفاعی نظام روزانہ خود بخود علاج کرتا رہتا ہے۔ صرف وہ تکالیف جو اس کے بس سے باہر ہوں وہ بیماری کی صورت میں ہم پر حملہ کرتی ہیں۔ یہ جو حدیث ہے کہ انسان اس دنیا کی زندگی میں کانٹے دار جھاڑیوں کے راستہ سے گزر رہا ہے اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ قدم قدم پر اس کو بلاؤں کا سامنا ہوتا ہے جو حادثات اور بیماریوں کی صورت میں اس کے اردگرد پھیلی پڑی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہی اس کو جسم کے اس دفاعی نظام کے تحت ہر آن محفوظ رکھتا ہے۔

دماغ میں واقع اس کنٹرول روم میں دو قسم کے نیوران پائے جاتے ہیں اور یہ دونوں قسم کے نیوران پورے جسم کے ایک ایک عضو کے ساتھ ہزاروں میل کی لمبائی میں پھیلے ہوئے اعصاب کے ذریعہ براہ راست ملے ہوئے ہیں۔ دماغ کا دایاں حصہ پورے جسم کے بائیں حصہ کو اور بایاں حصہ دائیں حصہ کے اعضاء کو کنٹرول کرتا ہے اس طرح جسم کے تمام حصوں کے کنٹرول کے لئے دماغ میں مختلف مراکز بنے ہوئے ہیں Sensory Neurons جسم کے کسی حصہ پر ہونے والے کسی واقعہ کو محسوس کر کے اس کی ماہیت کے بارے میں رپورٹ دماغ کے کنٹرول روم کے متعلقہ مرکز کو بھیجتے ہیں اور Motor Neurons دماغ میں سے احکامات اس متعلقہ عضو تک پہنچاتے ہیں یہ وہ تمام نظام ہے جس کا ہمیں شعوری طور پر احساس ہوتا ہے اور

ہمیں اس پر اختیار حاصل ہے۔ کسی خطرے کے وقت دفاع کا فیصلہ کرنا یا وہاں سے بھاگ جانا۔ کرکٹ کھیلتے وقت بال کو ہٹ کرنا یا چھوڑ دینا، کیچ کرنے کے لئے صحیح اندازہ لگانا وغیرہ وغیرہ ہزاروں کام ہیں جو ہمارے دماغ کے مختلف مراکز کمال ہم آہنگی کے ساتھ اپنے اپنے متعلقہ عضو کو دوسرے اعضاء کے ساتھ باہم مربوط ہو کر کرنے کے احکامات جاری کرتے ہیں اور ہم یہ سب کام شعوری احساس کے ساتھ سرانجام دیتے ہیں۔ لیکن دل کا دھڑکنا، پھیپھڑوں کا سانس لینے کے لئے پھیلنا اور سکڑنا، معدہ کی پھیلنے اور سکڑنے کی حرکات گردوں کا غذا میں سے پانی فلٹر کرنا، آنکھ کی پتلی کا اندھیرے میں پھیل جانا اور روشنی میں سکڑ جانا وغیرہ وغیرہ بے شمار ایسے کام ہیں جو ہم شعوری طور پر سرانجام نہیں دیتے بلکہ خود بخود تحت الشعور میں واقع آٹومیٹک سسٹم کے تحت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ سب کام بھی ہمارے مرکزی نروس سسٹم کے ماتحت ہی ہیں۔ اس طرح عام حالات میں دل کے دھڑکنے اور سانس لینے کی رفتار کے مقابلے میں جب ورزش کرنے یا غصہ اور خوف کی حالت میں جسم کو زیادہ آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے تو دماغ ہی فیصلے کرتا ہے کہ اس وقت دھڑکن اور سانس کی رفتار میں کس قدر اضافہ کی ضرورت ہے اور وہ اس کے مطابق احکامات جاری کرتا ہے۔ یا بچہ کی پیدائش سے پہلے چونکہ پیٹ کے اندر بچہ آکسیجن حاصل کرنے کے لئے ماں کا محتاج ہوتا ہے اس لئے ماں کے زیادہ آکسیجن حاصل کرنے کے لئے اس کے دل کی دھڑکن کی رفتار عام 70 دھڑکن فی منٹ سے بڑھ کر 120 دھڑکن فی منٹ ہو جاتی ہے۔ تو اس طرح ہمارے دماغ میں واقع یہ عظیم الشان نروس سسٹم کسی بڑے سے بڑے سپر کمپیوٹر سے زیادہ پیچیدہ اور زیادہ احسن طور پر انجام دینے والی مشین ہے۔ کمپیوٹر میں بڑھنے پھولنے، سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے، نیک و بد کی تمیز اور ماضی کے تجربات کی روشنی میں آگے سے آگے بڑھنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ نہ یہ اپنے اندر پیدا ہونے والی خرابیوں کی خود اصلاح کر سکتا ہے۔ نہ اس میں خوشی، غمی، خوف کے جذبات کو محسوس کر کے ردعمل دکھانے کی قوت ہے۔ الغرض یہ زندہ وجود نہیں ہے جس کے ان گنت خلیات روزانہ مر کر نئے تازہ خلیات انکی جگہ لے لیتے ہوں۔ بے جان مشین ہے جس میں جو بھر دیا جائے وہی واپس لوٹا سکتی ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر یہ کم درجہ کی پیچیدہ مشین خود بخود وجود میں نہیں آ سکتی تو اس سے کہیں زیادہ پیچیدہ اور اعلیٰ وارفع انسانی جسم کی مشین کیسے خود بخود بن سکتی ہے؟ جس طرح کسی سپر کمپیوٹر کو بنانے کے لئے کسی اعلیٰ دماغ کا ہونا لازم ہے اس طرح اس اعلیٰ دماغ کے بنانے والے کسی خالق کا ہونا بھی اس سے کہیں زیادہ لازم ٹھہرتا ہے۔

---

انوار احمد انوار صاحب

# یتیم کی کفالت اور ہمارا فرض

کمیٹی کفالت یتامیٰ کے تحت بے سہارا یتیم بچوں کی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیتی نگرانی بھی کی جاتی ہے۔ اور سال میں ایک یا دو مرتبہ مربیان سلسلہ ان بچوں کے گھروں تک پہنچتے ہیں۔ حال احوال پوچھتے ہیں، نماز، تلاوت قرآن کریم، جماعت کے ساتھ رابطہ اور اجلاسات میں شرکت وغیرہ کے بارہ میں جائزہ لیا جاتا ہے، جہاں کہیں بھی کوئی کمزوری یا کمی محسوس کی جاتی ہے۔ توجہ دلائی جاتی ہے اس کام کو اللہ تعالیٰ کار خیر قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

"یہ لوگ تجھ سے یتامیٰ کے بارہ میں پوچھتے ہیں تو کہدے کہ ان کی اصلاح بہت اچھا کام ہے"

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

"پھر اس لئے بھی وہ (یتیم) محبت اور حسن سلوک کے مستحق ہوتے ہیں کہ وہ اپنے والدین کے سایہ عاطفت سے بچپن میں ہی محروم ہو جاتے ہیں اور اس وجہ سے وہ قوم کی ایک قیمتی امانت ہوتے ہیں۔ اگر ان کی صحیح نگرانی کی جائے ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا جائے، ان کو آوارگی سے محفوظ رکھا جائے تو وہ قوم کا ایک مفید وجود بن جاتے ہیں" (تفسیر کبیر جلد 2 ص 7)

آج دنیا میں واحد جماعت "جماعت احمدیہ" ہے جو باقاعدہ ایک نظام کے تحت یتامیٰ کی خبر گیری کر رہی ہے۔ اس وقت پاکستان میں 450 گھرانوں کے 1500 سے زائد یتیم بچے کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ ربوہ کی زیر نگرانی پرورش پا رہے ہیں احباب وخواتین کی ایک کثیر تعداد اس کار خیر میں حصہ لے کر ثواب حاصل کر رہی ہے۔ یہ صاحب ثروت احباب کے لئے حصول ثواب کا بہترین ذریعہ ہے۔ سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ کے نام چیک، ڈرافٹ یا منی آرڈر بھجوا کر بغیر وعدہ کے بھی اس تحریک میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔

یتیموں کی خدمت کرنے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت کے مصداق ہیں کہ

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں (اکٹھے) ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس حدیث کا مصداق بنائے اور کفالت یتامیٰ کے فرض کو ادا کرنے کی توفیق دے۔

---

# اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

## نکاح

مکرم خرم جاوید صاحب ابن مکرم منور احمد جاوید صاحب مرحوم آف واہ کینٹ کا نکاح ہمراہ مکرمہ زوباریہ ناظم الدین صاحب بنت مکرم ناظم الدین صاحب آف لاہور کینٹ مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم طاہر محمود خان صاحب مربی سلسلہ نے مورخہ 27 جون 2003ء کو بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور میں پڑھایا۔ مکرم خرم جاوید صاحب مکرم محمد اسماعیل صاحب برادر مکرم مولوی محمد یعقوب طاہر صاحب سابق انچارج شعبہ زودنویسی کے پوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جماعت اور جانبین کیلئے مبارک اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

## تربیتی پروگرام

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کے حلقہ جات کے سالانہ سہ روزہ تربیتی پروگرامز کی مختصر رپورٹ بغرض ریکارڈ پیش خدمت ہے۔

☆ نصیر آباد رحمٰن 13 تا 15 جون مہمان خصوصی مکرم نصیر احمد انجم صاحب مہتمم تربیت۔ حاضری 170۔

☆ حلقہ بیت المبارک 20 تا 22 جون مہمان خصوصی مکرم مرزا فضل احمد صاحب وکیل المال ثانی۔ حاضری 39۔

☆ دارالعلوم جنوبی احد 20 تا 22 اختتامی تقریب 30 جون مہمان خصوصی حافظ راشد جاوید صاحب مہتمم مقامی حاضری 120۔

☆ کوارٹرز تحریک جدید 11 تا 13 جولائی مہمان مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت حاضری 73۔

☆ کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ 16 تا 18 جولائی مہمان مکرم چوہدری محمود احمد صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد حاضری 70۔

☆ حلقہ ڈاور، 8 تا 10 اگست اختتامی تقریب 15۔ اگست بروز جمعہ مہمان خصوصی مکرم محمد محمود طاہر صاحب نائب ایڈیٹر الفضل کل حاضری 70 رہی۔

☆ حلقہ عقب ہسپتال 14 تا 16۔ اگست اختتامی تقریب 25۔ اگست مہمان خصوصی مکرم عبدالسمیع خان صاحب ایڈیٹر الفضل حاضری 72 رہی۔

☆ دارالفتوح شرقی 27 تا 29 اگست مہمان خصوصی مکرم مولانا مبشر احمد صاحب کاہلوں ناظر اصلاح وارشاد مقامی حاضری 150۔

☆ دارالیمن شرقی 29 تا 31۔ اگست مہمان خصوصی مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب حاضری 297 رہی۔

## ولادت

مکرم فاروق احمد بسرا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے 26 ستمبر 2003ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری منظور حسین بسرا صاحب لاہور کا پوتا اور مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب ربوہ کا نواسہ اور ہومیو ڈاکٹر مکرم وقار منظور بسراء صاحب کا بھتیجا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام عفان احمد عطا فرمایا ہے اور وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود کے خادم دین نیک اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مکرم مجید احمد صاحب کارکن نظارت اصلاح وارشاد دعوت الی اللہ کو مورخہ یکم اکتوبر 2003ء بیٹی کے بعد بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے منیب احمد عطا فرمایا ہے اور وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم احمد دین صاحب مرحوم پنشنر صدر انجمن احمدیہ کا پوتا اور مکرم نور احمد صاحب پنشنر صدر انجمن احمدیہ کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک، خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

## ایڈمشن نرسز کی آسامیاں

فضل عمر ہسپتال میں نرسنگ کی تربیت کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ اس کے لئے کم از کم تعلیمی معیار میٹرک سائنس کے ساتھ 45% مارکس مقرر کیا گیا ہے۔ طلباء وطالبات کیلئے عمر کی حد 15 سے 20 سال ہے۔ غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے۔ نرسنگ کورس تین سال پر محیط ہوگا۔ ان شرائط پر پورا اترنے والے طلباء وطالبات کا انگریزی میں ٹیسٹ ہوگا۔ کامیابی کی صورت میں زبانی انٹرویو ہوگا۔ سال اول کو مبلغ -/750 روپے وظیفہ ماہوار ملے گا۔ کامیابی کے بعد سال دوم اور سوم کو ماہوار وظیفہ -/1500 روپے ملے گا۔ درخواستیں بنام ایڈمنسٹریٹر صاحب، صدر صاحب محلہ / امیر جماعت کی تصدیق کے ساتھ بمعہ فوٹو کاپی میٹرک کی سند شناختی کارڈ / ب فارم مورخہ 20۔ اکتوبر 2003ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

## درخواست دعا

مکرم رفیق احمد انبساط صاحب جوہر ٹاؤن لاہور تین ماہ سے جناح ہسپتال میں داخل ہیں ایک ماہ قبل گردے کی تبدیلی کا آپریشن ہوا تھا۔ چند پیچیدگیوں کی وجہ سے آرام نہیں آ رہا۔ ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

# خبریں

**ربوہ میں طلوع وغروب**

| | | | |
|---|---|---|---|
| جمعرات | 9۔اکتوبر | زوال آفتاب | 11-56 |
| جمعرات | 9۔اکتوبر | غروب آفتاب | 5-44 |
| جمعہ | 10۔اکتوبر | طلوع فجر | 4-44 |
| جمعہ | 10۔اکتوبر | طلوع آفتاب | 6-06 |

**مسلمانوں کا ایک دوسرے کو مارنا عذاب الٰہی ہے** وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی نے کہا ہے کہ جمہوریت لانا تو آسان ہے مگر اس کو چلانا بہت مشکل ہے۔ صدر مشرف نے قوم سے جو وعدے کئے تھے وہ سب پورے کر دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے الیکشن کروا کر جمہوریت کو بحال کیا۔ خواتین کو اسمبلی میں نمائندگی دلوائی اور ملک کو اب ترقی کی شاہراہ پر گامزن کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ غریب عوام کے امدادی پیکج کا اعلان کیا گیا اور اقلیتوں کو تحفظ دینے کیلئے اہم اقدامات کئے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے شکاگو میں ایک تقریب سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسلمانوں پر عذاب الٰہی ہے۔ کہ مسلمان مسلمان کا قتل کر رہا ہے۔

**مسلح افواج ہر صورتحال سے نمٹنے کیلئے تیار ہیں** صدر جنرل مشرف نے کوئٹہ گیریژن میں فوجی افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کی مسلح افواج مناسب اسلحہ سے لیس تربیت یافتہ اور ہر صورتحال اور چیلنج کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہیں۔ حکومت مسلح افواج کی پیشہ وارانہ ضروریات سے بخوبی واقف ہیں۔ اور انہیں جدید ترین اسلحہ سے لیس کیا جائے گا۔

**مذہبی جنونیت کے خلاف پوری قوت سے اقدامات کرینگے** پنجاب کے وزیراعلیٰ نے کہا ہے کہ معاشرے کو مٹھی بھر دہشت گردوں کے ہاتھوں یرغمال نہیں بننے دینگے۔ عوام کے جان و مال کا تحفظ کیا جائے گا۔ دہشت گرد اور انتہا پسند ہمارے عزم کو متزلزل نہیں کر سکتے۔ وہ اٹک میں ایک جلسے سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں، دہشت گردی اور مذہبی جنونیت کے خلاف پوری قوت سے اقدامات کرینگے۔

**اپوزیشن لاشوں پر سیاست چمکانا چاہتی ہے** وزیر داخلہ فیصل صالح حیات نے کہا ہے کہ سانحہ اسلام آباد انتظامیہ کی نااہلی ہے۔ استعفیٰ نہیں دوں گا اپوزیشن کی طرف سے استعفیٰ کا مطالبہ لاشوں پر سیاست چمکانا ہے قومی اسمبلی کے اجلاس کے بعد اخبار نویسوں کے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سانحہ اسلام آباد کے حوالے سے قیمتی اور اہم انفارمیشن مل گئی ہیں۔ ملزم قانون سے بھاگ نہیں سکیں گے ایک ٹیم آئی جی پولیس اسلام آباد کی سربراہی میں مختلف پہلوؤں پر تفتیش کر رہی ہے۔

**ایل ایف او کا معاملہ سپریم کورٹ میں لے جانا چاہئے** وزیراعظم میر ظفر اللہ جمالی نے کہا ہے کہ حکومت اور ایم ایم اے کے درمیان تمام مسائل پر مفاہمت ہو گئی ہے۔ تاہم صدر کی وردی پر ایم ایم اے تحریری طور پر ٹائم پیریڈ کا مطالبہ کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا صدر مشرف کو آئین میں ترمیم کی اجازت سپریم کورٹ نے دی تھی۔ اس لئے اصولی طور پر اس تنازع کو سپریم کورٹ میں ہی لے جانا چاہئے۔

**چنیوٹ کے قریب فوجی گاڑی کو حادثہ** چنیوٹ سے پانچ کلومیٹر ... لاہور روڈ پر راؤ باغ کے قریب پاک فوج کی سندھ رجمنٹ کی گاڑی ایک ٹرک کو کراس کرتے ہوئے الٹ گئی جس کی وجہ سے 3 جوان جاں بحق اور 27 زخمی ہو گئے۔ فوج کے جوان جھنگ ڈیوٹی پر جا رہے تھے۔

**یاسر عرفات کے دن گنے جا چکے ہیں** اسرائیل نے ایک بار پھر کہا ہے کہ فلسطینی صدر یاسر عرفات کے اقتدار کے دن گنے جا چکے ہیں۔ اب فیصلہ یہ کرنا ہے کہ فلسطینی صدر کو کب اور کیسے ہٹانا ہے۔ دہشت گردی کی کارروائیاں جاری رہیں تو عرفات کو جلد ہٹانا پڑے گا۔

**عراق میں اقوام متحدہ کے عملے پر حملوں کا خطرہ** اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے کہا ہے کہ بغداد میں اقوام متحدہ کی عمارت پر خودکش حملے کے بعد ہمارا ادارہ عراق میں دہشت گردوں کیلئے زیادہ آسان ہدف بن گیا ہے اگرچہ مصیبت زدہ افراد کی مدد کرنا اقوام متحدہ کی ذمہ داری ہے تاہم سٹاف اور مددگاروں کی حفاظت بھی اسی کی ذمہ داری ہے۔ اگست میں بغداد میں اقوام متحدہ کے دفتر پر خودکش حملے کے بعد تنظیم کے عملے پر حملوں کا خدشہ بڑھ گیا ہے۔ اس خودکش حملے میں اقوام متحدہ کے خصوصی ایلچی سمیت 22۔افراد ہلاک ہوئے تھے۔

**سلامتی کونسل میں ویٹو پاور** اقوام متحدہ میں پاکستان کے سفیر منیر اکرم نے کہا ہے کہ ویٹو پاور نے سلامتی کونسل کو غیر جمہوری بنا دیا ہے۔ ان کا ملک ویٹو پاور کی مخالفت کرتا رہے گا۔ دہشت گردی کی ایک قانونی تعریف مرتب کی جائے جس میں ریاستی دہشت گردی کی تعریف بھی ہو۔ حق خود ارادیت کو دہشت گردی نہیں کہا جا سکتا۔

**ایران کے ایٹمی آلات کی فہرستیں** ایران نے اقوام متحدہ کے اسلحہ انسپکٹروں کو اپنے ایٹمی آلات اور سازوسامان کی فہرستیں فراہم کرنا شروع کر دی ہیں۔ بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی کے ماہرین نے ایرانی حکام سے مذاکرات اور ایٹمی تنصیبات کے معائنے کا آخری راؤنڈ شروع کر دیا ہے۔

**آزاد تجارت کا سمجھوتہ** جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک نے آزاد تجارت کے ایک سمجھوتے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ آسیان تنظیم کے دس رکن ممالک کے رہنماؤں نے ایک خصوصی تقریب میں دستخط کئے جس کے تحت مختلف سماجی سطحوں کے ان ممالک کو 2020ء تک یورپ کی طرز پر اقتصادی برادری کی شکل دے دی جائے گی۔ اور آسیان رکن کے درمیان تجارت کی راہ میں تمام محصولاتی اور غیر محصولاتی رکاوٹیں ختم کر دی جائیں گے۔

**پانچ ہزار ہندوؤں نے بدھ مت قبول کرلیا** بھارت میں ہندوازم کی ذات پات کی پابندیوں سے تنگ آ کر مزید پانچ ہزار سے زائد ہندوؤں نے بدھ مت قبول کرلیا ہے۔ اکثر ہندوؤں کا تعلق نچلی ذات سے ہے جن سے جانوروں جیسا سلوک ہوتا ہے۔

**31 فلسطینی گرفتار** اسرائیلی فوج نے آپریشن کر کے فلسطینی علاقوں سے 31 فلسطینیوں کو گرفتار کرلیا ہے۔

**انتہا پسندوں کی معاونت** جرمن چانسلر گیرہارڈ شروڈر نے کہا ہے کہ سعودی عرب کے بعض غیر سرکاری فلاحی ادارے جرمنی میں انتہا پسند گروپوں کی مالی معاونت کر رہے ہیں۔ جرمنی چانسلر نے ریاض میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں تعاون کیلئے دونوں ممالک کے وزراء خارجہ جلد بات چیت کرینگے۔

**چیچنیا کا صدارتی انتخاب مسترد** امریکہ نے چیچنیا میں ہونے والے صدارتی انتخاب کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ انتخابات بین الاقوامی معیار کے نہیں تھے اور اس کے نتیجے میں منتخب ہونے والے روس نواز صدر احمد قدیروف چیچنیا کے حقیقی نمائندے نہیں۔


دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

مطب حکیم میاں محمد رفیع ناصر

کامیاب علاج ـــــ ہمدردانہ مشورہ

اوقات مطب: موسم گرما: صبح ۸ بجے تا ۲ بجے شام ۶ بجے تا ۸ بجے ـ جمعۃ المبارک صبح ۸ تا ۱۱ بجے
موسم سرما: صبح ۹ بجے تا ۲ بجے شام ۴ بجے تا ۶ بجے ـ بروز جمعرات ناغہ

ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ فون: ۲۱۱۴۳۴ ۲۱۲۴۳۴ فیکس ۰۴۵۲۴ ۲۱۳۹۶۶



مکان کرایہ کیلئے خالی ہے

ایک مکان 6A/37 فیکٹری ایریا ربوہ کرایہ کیلئے خالی ہے جس میں 5 کمرے، کچن، اٹیچ باتھ کے ساتھ پانی بجلی سوئی گیس، ٹیلی فون کی سہولت ہے۔ برائے رابطہ ربوہ فون 211778-213395 لاہور: 7280128



انٹرنیشنل معیار کے مطابق خالص سونے کے مدراسی، اٹالین، سنگاپوری، ملتانی زیورات

Estd.1960

فینسی جیولرز

محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
میاں اظہر احمد، میاں مظہر احمد

Off:04524-212868
Res:04524-212867
Mob:0320-4891448
E-mail:mazbarahmad2001@yahoo.com


روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 29


Jasmine Guest Houses
Islamabad
Major (R) Muhammad Yusuf Khan
Chief Executive
Jasmine INN, 20-A,G-8 markaz
Tel# 2252002-2252167 Fax# 2821295
Jasmine LODGE,#6,St#54,F-7/4
Tel#2821971-2821997 Fax#2821295
JasmineLODGE2,#29,St26,F-6/2
Tel#2824064-2824065 Fax#2824062
E-mail:Jasminelodges@hotmail.com



الفضل روم کولر اینڈ گیزر

نیز پرانے کولر اور گیزر ریپئر اور تبدیل بھی کئے جاتے ہیں۔

1-265/16B کالج روڈ نزد اکبر چوک

5114822-5118096

212038 PP